www.KitaboSunnat.com



تذکرة المشاہیر

عبدالرشید عراقی

قسط : ۲

# امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ اور ان کی خدمات علمی

**امام اسحاق بن راہویہ :** امام اسحاق بن راہویہ کا شمار ان اساطینِ امت میں ہوتا ہے جنہوں نے دینی علوم خصوصاً تفسیر حدیث کی بے بہا خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے اساتذہ میں امام عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ) امام وکیع بن الجراح اور امام یحیٰ بن آدم کے نام ملتے ہیں۔ امام اسحاق بن راہویہ کو ابتدا ہی سے علم حدیث سے شغف تھا لیکن اس کے ساتھ ان کو تفسیر و فقہ میں دسترس تھی۔ خدا داد استعداد و صلاحیت اور قوت حافظہ سمیت حدیث کے ساتھ ان کے شغف و انہماک نے ان کو تبع تابعین کے زمرہ میں ایک ممتاز حیثیت کا مالک بنادیا تھا۔ ممتاز محدثین کرام ان کے فضل و کمال اور تبحر علم کے معترف تھے۔ خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں کہ سنت کو زندہ کرنے میں اسحاق بن راہویہ کا بہت حصہ ہے۔

عادات و اخلاق اور زہد و تقویٰ کے اعتبار سے وہ بہت ممتاز تھے اور علمائے کرام نے ان کے صدق و صفا، ورع و تقویٰ اور خشیتِ الٰہی کا اعتراف کیا ہے۔

امام اسحاق بن راہویہ فقہ میں ایک مسلک کے بانی تھے۔ جسے اسحاقیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

اسحاق بن راہویہ امام وقت تھے۔ ایک گروہ ان کی تقلید کرتا تھا اور ان کے مسلک کے مطابق مسائل کا استنباط اور اجتہاد کرتا تھا۔

امام اسحاق بن راہویہ نے ۷۷ برس کی عمر میں ۲۳۸ھ میں انتقال کیا۔

**امام قتیبہ بن سعید :** امام قتیبہ بن سعید ثقفی ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں امام مالک بن انس امام وکیع بن الجراح اور امام لیث بن سعد کے نام ملتے



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ ۲۳ سال کی عمر میں سماع حدیث کے لئے سفر کیا علمائے کرام نے ان کے علم و فضل اور تبحر علم کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ عبدالحی بن العماد الحنبلی لکھتے ہیں۔

اِلَیْہِ الْمُنْتَہٰی فِی الثِّقَۃِ

کہ ثقاہت میں ان کا آخری درجہ تھا۔

اور حافظ شمس الدین ذہبی نے ان کو الشیخ الحافظ محدث خراسان لکھا ہے۔ امام قتیبہ بن سعید نے ۲ شعبان ۲۴۰ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**امام احمد بن حنبل :** امام احمد بن حنبل ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے تین سال کے تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہوا۔ بچپن میں قرآن مجید حفظ کیا اس کی بعد تحصیل علم کے لئے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام اور جزیرہ کا سفر کیا۔ آپ کے اساتذہ میں امام ابو یوسف ابو حازم واسطی اور امام محمد بن ادریس شافعی کے نام ملتے ہیں۔

۴۰ سال کی عمر میں (۲۰۴ھ) میں انہوں نے حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ یہ بھی ان کا کمال اتباع سنت تھا کہ انہوں نے عمر کے چالیسویں سال جو سنِ نبوت ہے۔ علوم نبوت کی اشاعت شروع کی۔

امام احمد بن حنبل کی زندگی زہد و توکل میں یکتائے روزگار تھی۔ تواضع و مسکنت میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ مسئلہ "خلق قرآن" میں ان کی ثابت قدمی کی وجہ سے تمام عالم اسلام ان کی شہرت سے معمور تھا۔ علمائے کرام اور معاصرین نے ان کے علم و فضل حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کا اعتراف کیا ہے۔ امام ابو نعیم اصفہانی (م ۴۳۰ھ) نے امام یحیٰی بن معین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ۔

میں نے امام احمد بن حنبل جیسا متقی نہیں دیکھا۔ میں ۵۰ سال ان کے ساتھ رہا۔ انہوں نے کبھی ہمارے سامنے اپنی صلاح و خیر پر فخر نہیں کیا۔

امام احمد بن حنبل کی تصانیف میں مسند احمد بن حنبل سب سے زیادہ مشہور ہے۔ یہ حدیث کا سب سے ضخیم مجموعہ ہے۔ اس میں ۷۰۰ صحابہ کرام کی روایات ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے ۷۷ سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ میں بغداد میں انتقال کیا۔ نماز جنازہ میں ۸ لاکھ مرد اور ۶۰ ہزار عورتیں شامل تھیں۔

**تلامذہ :** امام بخاری کے تلامذہ اور مستفیدین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ امام محمد بن یوسف فربریؒ جو امام بخاریؒ کے ارشد تلامذہ میں تھے کی روایت ہے کہ ۹۰ ہزار آدمیوں نے الجامع الصحیح البخاری کو امام صاحب سے براہ راست سنا تھا اور ان کا حلقہ درس بہت



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وسیع تھا۔ دنیائے اسلام کے مختلف گوشوں کے آدمی اس میں شریک ہوتے تھے۔ امام صاحب کے تلامذہ میں بڑے پایہ کے محدثین کرام شامل ہیں۔

**امام مسلم:** امام مسلم بن حجاج ۲۰۴ھ میں خراسان کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ امام صاحب کا مولد و مسکن "نیشاپور" اس وقت علم و فن کا مرکز تھا۔ چنانچہ امام صاحب نے ابتدائی تعلیم علمائے نیشاپور سے حاصل کی۔ بعد ازاں تحصیل حدیث کے لئے عراق، حجاز، شام، مصر تشریف لے گئے اور ہر جگہ اساطینِ فن سے استفادہ کیا۔ امام اسحاق بن راہویہ (م ۲۳۸ھ) جیسے بلند پایہ محدث آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

امام مسلم کے علم و فضل، عدالت و ثقاہت، زہد و ورع اور تبحر علمی کا اعتراف ارباب سیر اور علمائے کرام نے کیا ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ (م ۲۲۸ھ) جو کہ آپ کے استاد ہیں انہوں نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ۔

اَیُّ رَجُلٍ یَکُوْنُ ھٰذَا

خدا جانے کس بلا کا یہ شخص ہوگا

امام مسلم اخلاق و عادات میں بہت ممتاز تھے۔ ساری عمر کسی کی غیبت نہیں کی۔ اور اپنے اساتذہ و شیوخ کا بہت احترام کرتے تھے۔ خصوصاً" امام بخاری کا بے حد احترام کرتے تھے۔ امام مسلم کے مسلک کے بارے میں علمائے کرام میں اختلاف ہے۔ محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خان (۱۳۰۷ھ) نے انہیں شافعی بتایا ہے۔

امام صاحب کی تصانیف میں الجامع الصحیح المسلم سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اور اس کو سب سے زیادہ شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کا نام ہمیشہ الجامع الصحیح البخاری کے بعد لیا جاتا ہے۔ امام مسلم نے اس کتاب میں ان احادیث کو درج کیا ہے۔ جن کی صحت پر مشائخ وقت کو اتفاق تھا۔

امام مسلم نے ۲۵ رجب ۲۶۱ھ کو نیشاپور میں انتقال کیا۔

**امام ابو حاتم رازیؒ:** امام ابو حاتم رازی ۱۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔ فن جرح و تعدیل کے بہت بڑے امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ ان کی زندگی کی خصوصیات میں یہ امر مشہور ہے کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں پیدل سفر کرتے تھے اور خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک ہزار میل پیدل سفر کیا۔ امام بخاری کے ارشد تلامذہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ بڑے صاحب فضل و کمال تھے ارباب سیر اور علمائے کرام نے ان کے علم و فضل، تبحر علم اور جلالت قدر کا اعتراف کیا ہے امام ابو حاتم رازی نے شعبان ۲۷۷ھ میں انتقال کیا۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ :** امام ابو عیسیٰ ترمذی ۲۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ امام صاحب نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت علم حدیث شہرت کے انتہائی درجے کو پہنچ چکا تھا۔ بالخصوص خراسان اور ماوراُالنہر کے علاقے تو مرکزی حیثیت رکھتے تھے اور امام محمد بن اسمٰعیل بخاری کی مسند علم بچھ چکی تھی۔ امام ترمذی نے تحصیل حدیث کے لئے مختلف ملکوں کا سفر کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ۔

طَافَ الْبِلَادَ وَسَمِعَ خَلْقًا مِنَ الْخُرَاسَانِيِّيْنَ وَالْعِرَاقِيِّيْنَ وَالْحِجَازِيِّيْنَ

امام ترمذیؒ خراسان، عراق اور حجاز کا سفر کیا اور ہر جگہ اساطین فن سے استفادہ کیا۔

امام بخاری کے علاوہ امام مسلم بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ اور امام ابوداؤد سجستانی بھی امام ترمذی کے اساتذہ میں شامل ہیں یعنی ائمہ صحاح ستہ میں ۳ محدثین کرام کو آپ کے استاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں۔

امام ترمذی امام بخاری کے مشہور تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں اور مسلم و ابوداؤد اور ان کے شیوخ سے بھی روایت کرتے ہیں ۔ علم حدیث کی طلب میں بصرہ، کوفہ، واسط، رَے، خراسان اور حجاز میں بہت سال گزارے۔

امام ترمذی کا حافظہ بہت قوی تھا اور اس کے ساتھ زہد و تقویٰ میں بھی بہت ممتاز تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں کہ

"یعنی زہد و تقویٰ اس درجہ حاصل تھا کہ اس سے زیادہ کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا اور خوف الٰہی سے بکثرت گریہ و زاری کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔"

امام ترمذی کے مسلک کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ امام ترمذی امام بخاری کے شاگرد تھے ۔ اس لئے ان پر بھی مجتہدانہ رنگ غالب تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

وَكَانَ أَهْلُ الْحَدِيْثِ قَدْ يُنْسَبُ إِلَى أَحَدِ الْمَذَاهِبِ لِكَثْرَةِ مُوَافَقَتِهٖ

یعنی محدثین کو کسی امام کی کثرت موافقت کی وجہ سے اسی مذہب کی طرف منسوب کر دیا جاتا تھا۔

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری نے انہیں شافعی لکھا ہے۔

امام ترمذی کی تصانیف میں جامع الترمذی، کتاب العلل اور شمائل ترمذی بہت مشہور ہیں ۔ الجامع ترمذی آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ صحاح ستہ میں شامل ہے۔ الجامع الترمذی کے مطالعہ سے امام ترمذی کی وسعت نظر، کثرت اطلاع اور دقت فہم کا پتہ چلتا



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور اس کے ساتھ جامع ترمذی کے مطالعہ سے محدثین کی بے تعصبی اور ان کے دائرہ عمل کی وسعت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

"الجامع" اس کو کہا جاتا ہے کہ جس میں آٹھ قسم کے مضامین ہوں یعنی (۱) سیر (۲) آداب (۳) تفسیر (۴) عقائد (۵) متن (۶) احکام (۷) اشراط (۸) مناقب

چونکہ ان آٹھوں قسم کے مضامین پر مشتمل ہے اس لئے اس کو "الجامع" کہا جاتا ہے۔ جامع ترمذی کے بارے میں علمائے کرام کا یہ فیصلہ ہے کہ جس گھر میں یہ کتاب ہو گویا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما رہے ہیں۔ الجامع الترمذی کی علمائے کرام نے بہت سی شرحیں لکھی ہیں ۔ امام ترمذی نے ۲۷۹ھ میں انتقال کیا۔

**امام محمد بن نصر مروزیؒ :** امام محمد بن نصر مروزی ۲۰۲ میں پیدا ہوئے ۔ امام بخاری کے علاوہ امام اسحاق بن راہویہ بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں ان کے علاوہ امام محمد بن نصر مروزی نے جن اساتذہ و شیوخ سے استفادہ کیا ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی فہرست تہذیب التہذیب میں درج کی ہے۔

امام مروزی کو علم و فن سے فطری ذوق تھا۔ طلب حدیث کے لئے آپ نے مختلف اسلامی ممالک کا سفر کیا ۔ خطیب البغدادی لکھتے ہیں۔

رَحَلَ اِلىٰ سَائِرِ الْاَمْصَارِ فِىْ طَلَبِ الْعِلْمِ

آپ نے طلب علم کے لئے مختلف ممالک کا سفر کیا۔

حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ امام محمد بن نصر مروزی نے طلب علم کے لئے مختلف شہروں کا سفر کیا اور خراسان ، حجاز ، عراق ، شام و مصر کے علماء سے استفادہ کیا۔

علمائے کرام نے ان کے علمی تبحر ، حفظ و ضبط ، عدالت و ثقاہت کا اعتراف کیا ہے۔ امام ذہبیؒ نے ان کو راسخا فی الحدیث لکھا ہے۔ امام ابن حبان نے ان کو جامع و ضابط ، صاحب علم لکھا ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ احادیث کے مطالب کے حافظ اور مدافع تھے۔

امام مروزی کو امام محمد بن ادریس شافعیؒ سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے نامور تلامذہ سے فقہ کی تحصیل کی تھی۔ اور اسی مسلک فقہ سے وابستہ تھے۔ علامہ عبدالحی بن العماد الحنبلی لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ کے سوانح میں کوئی شخص ان کا ہمسر نہیں تھا۔ امام محمد بن نصر مروزی نے متعدد کتابیں تصنیف کیں ۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ

صَاحِبُ التَّصَانِيْفِ الْكَثِيْرَةِ وَالْكُتُبِ الْجَمَّةِ

یعنی وہ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَصَنَّفَ الْكُتُبَ الْمُفِيدَةَ الْحَافِلَةَ النَّافِعَةَ

یعنی انہوں نے نہایت نفیس کتابیں لکھیں ان کی تالیفات میں مسند، کتاب القسامہ، کتاب تعظیم الصلوۃ، کتاب رفع الیدین اور کتاب قیام اللیل کے نام لکھے ہیں۔

امام محمد بن نصر مروزی نے ۲۹۴ھ میں سمرقند میں انتقال کیا۔

**امام نسائیؒ:** امام ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی ۲۱۵ھ میں خراسان کے شہر "نساء" میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی۔ ۱۵ سال کی عمر میں تحصیل علم کے لئے سفر کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے بلخ پہنچے اور امام قتیبہ بن سعید ثقفی سے استفادہ کیا۔ جیسا کہ امام ذہبیؒ لکھتے ہیں۔

رَحَلَ إِلَى قُتَيْبَةَ وَلَهُ خَمْسَ عَشَرَ فَقَالَ أَقَمْتُ عِنْدَهُ سَنَةً وَشَهْرَيْنِ

سب سے پہلے امام قتیبہ کی خدمت میں سفر کر کے گئے جب کہ عمر ۱۵ سال تھی اور ان کے پاس ۱۴ ماہ قیام رہا۔

ان کے علاوہ دوسرے اساتذہ و شیوخ سے بھی استفادہ کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ امام نسائی نے خراسان، عراق، حجاز، جزیرہ، شام، مصر وغیرہ کا سفر کیا۔ اور ہر جگہ اساطین فن سے استفادہ کیا۔

تحصیل تعلیم کے بعد امام نسائی نے مستقل طور پر مصر میں سکونت اختیار کی۔ اور وفات سے ایک سال قبل مصر سے سکونت ترک کر کے دمشق میں آباد ہو گئے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

"مصر میں مستقل طور پر سکونت اختیار کی اور ان کی تصانیف اسی اطراف میں پھیلیں اور بہت سے لوگوں نے امام صاحب سے اخذ حدیث کیا ہے آخری زندگی ذی قعدہ ۳۰۲ھ میں مصر سے دمشق گئے تھے۔"

امام نسائی کے اساتذہ میں امام بخاری کے علاوہ امام اسحاق بن راہویہ اور امام ابوداود سجستانیؒ ۲۷۵ھ کے نام بھی ملتے ہیں۔

امام نسائی زہد اور ورع میں یکتائے روزگار تھے۔ ان کے علم و فضل، جلالت اور تبحر علمی کا علمائے کرام نے اعتراف کیا ہے۔ علامہ ابن خلکان نے "إِمَامُ عَصْرِهِ فِي الْحَدِيثِ" کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام دار قطنی (م ۳۸۵ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ۔

أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِي مُقَدَّمٌ عَلٰى كُلِّ مَنْ يُذْكَرُ بِهٰذَا الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ عَصْرِهٖ

ابو عبدالرحمٰن نسائی اپنے زمانہ کے تمام محدثین (بخاری و مسلم کے بعد) بلند و بالا تھے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام نسائی کے مسلک کے بارے میں بھی علمائے کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ ائمہ مجتہدین میں سے کس کے مسلک کی طرف ان کا انتساب ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں

"او شافعی مذہب بود چنانچہ مناسک اوبر آں دلالت می کند"

آپ شافعی مذہب پر تھے۔ جیسا کہ ان کے مناسک اس پر دلالت کرتے ہیں۔

محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خان نے بھی امام نسائی کو شافعی لکھا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک بھی امام نسائی شافعی مذہب کے پابند تھے لیکن مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری نے ان کو حنبلی مذہب کا پابند بتایا ہے۔

امام نسائی کی تصانیف بہت ہیں لیکن ان کی سب سے مشہور کتاب سنن نسائی ہے اور سنن کے نام سے آپ کی دو کتابیں ہیں۔ سنن کبریٰ اور سنن صغریٰ۔ صحاح ستہ میں سنن صغریٰ شامل ہے۔ علمائے کرام نے سنن نسائی کے بہت سے محاسن و فضائل بیان کئے ہیں۔ حافظ سخاوی (م ۹۰۲ھ) محدث ابن الاحمر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

إِنَّهُ أَشْرَفُ الْمُصَنَّفَاتِ كُلِّهَا وَمَا وُضِعَ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلُهُ

یہ اس فن کی تمام مصنفات سے افضل ہے اور اسلام میں اس کی مانند کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

امام نسائی نے ۱۳ صفر ۳۰۳ میں ۸۸ سال کی عمر میں انتقال کیا اور مکہ معظمہ میں صفا و مروہ کے درمیان دفن ہوئے۔

**امام ابن خزیمہ :** امام ابن خزیمہ جن کی کنیت ابوبکر اور نام محمد بن اسحاق بن خزیمہ تھا۔ ۲۲۳ھ میں خراسان کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ تحصیل علم کے لئے آپ نے بغداد' بصرہ' کوفہ' شام' حجاز' عراق' مصر اور واسط کے سفر کئے۔ اور ہر جگہ کے علمائے کرام و مشائخ سے استفادہ کیا۔

امام ابن خزیمہ کا شمار اکابر محدثین اور ائمہ فن میں ہوتا ہے احادیث اور دیگر علوم اسلامیہ پر ان کی نظر گہری تھی۔ علمائے کرام اور ارباب سیر نے ان کے علم و فضل' عدالت و ثقاہت' حفظ و ضبط' زہد و ورع و دین و تقویٰ اور تبحر علمی کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں۔

اِنْتَهَتْ اِلَيْهِ الْاِمَامَةُ وَالْحِفْظُ فِي عَصْرِهِ بِخُرَاسَانَ

حافظ ابن حبان (م ۳۵۴ھ) حافظ ابن خزیمہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

روئے زمین پر احادیث و سنن کے صحیح الفاظ اور زیارات کی یاداشت رکھنے والا



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان کی مانند کوئی اور شخص نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنن و احادیث کا تمام ذخیرہ ان کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔

امام ابن خزیمہ ائمہ اربعہ کی طرح ایک مذہب کے امام اور رکن تسلیم کئے جاتے تھے۔ ان کے متبعین ان کے مذہب کی پیروی کرتے تھے وہ مقلد کے بجائے خود امام مستقل اور صاحب مذہب تھے۔

امام ابن خزیمہ نے صحیح حدیثوں کا انتخاب کرکے ایک کتاب مرتب کی۔ جو صحیح ابن خزیمہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اس کا شمار حدیث کی اہم کتابوں میں ہوتا ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

مِنْ اَنْفَعِ الْکُتُبِ وَاَجَلِّهَا

صحیح ابن خزیمہ نہایت مفید اور اہم کتابوں میں ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے صحیح ابن خزیمہ کو صحیح ابن حبان سے زیادہ معتبر بتایا ہے اور لکھا ہے کہ امام ابن خزیمہ نے صحت کی جانب زیادہ توجہ کی ہے اور ادنیٰ شبہ پر بھی توقف سے کام نہیں لیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے صحیح ابن خزیمہ پر مفید حواشی لکھے تھے۔ امام ابن خزیمہ نے ۲ ذی قعدہ ۳۱۱ھ کو انتقال کیا۔

**امام صالح بن محمد جزرہ:** ۲۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری کے علاوہ امام یحیٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل سے بھی استفادہ کیا۔ ۲۶۶ھ میں مستقل طور پر بخارا میں سکونت اختیار کی۔ حاکم بخارا ان کی بڑی توقیر و تعظیم کرتا تھا۔ علمائے کرام نے ان کی عدالت و ثقاہت، حفظ و ضبط، زہد و تقویٰ اور تبحر علمی کا اعتراف کیا ہے۔ ۲۹۳ھ میں بخارا میں انتقال کیا۔

**امام بخاری کا غیر معمولی حافظہ:** امام صاحب فطرۃً قوی الحافظہ تھے۔ فطرت کی اس فیاضی سے انہوں نے فن حدیث کی تحصیل میں بہت فائدہ اٹھایا۔ استاد سے جو حدیث سنتے فوراً سینہ پر نقش ہوجاتی۔ بچپن میں ۷۰ ہزار احادیث زبانی یاد تھیں۔ علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی (م ۹۲۳ھ) لکھتے ہیں کہ امام صاحب کا اپنا یہ بیان ہے کہ مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث اور ۲ لاکھ غیر صحیح روایات یاد ہیں۔

امام صاحب کے حافظہ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ بغداد تشریف لائے تو علمائے کرام نے ان کے حافظہ کا امتحان لینا چاہا اور دس آدمیوں کو دس دس احادیث زبانی یاد کرائیں جن کی سندیں انہوں نے بدل دی تھیں۔ وہ احادیث ان دس آدمیوں نے باری باری امام صاحب کو سنائی اور ہر حدیث پر امام صاحب نے "لَا اَدْرِیْ" (میں نہیں



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جانتا) فرمایا۔ جب دس کے دس آدمی اپنی اپنی حدیثیں سنا چکے تو امام صاحب نے ہر حدیث کو اس کی اصلی سند کے ساتھ اصلی متن کے ساتھ ملا کر ترتیب وار سنا دیا۔ لوگ سن کر دنگ رہ گئے اور آپ کے علم و فضل کا لوہا ماننا پڑا اور علمائے کرام کو یہ کہنا پڑا کہ

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ آيَةٌ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فِي بَصَرِهٖ وَنَفَاذِهٖ فِي الْعِلْمِ

یعنی محمد بن اسمٰعیل بخاری بصیرت علمی اور علوم میں تبحر کی وجہ سے خدا کی ایک نشانی ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا کے مصنفین نے بھی امام بخاری کے حافظہ کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ "امام بخاری کا حافظہ و استحضار اس غضب کا تھا کہ معاصرین ائمہ تک کو وہ ایک کرامت نظر آتا تھا۔

امام صاحب کے فضل و کمال کی شہرت اس سے پہلے وہ فارغ التحصیل ہوں دور دور تک پہنچ چکی تھی حفظ حدیث میں ان کا پایہ اس قدر بلند تھا کہ بڑے بڑے محدثین مقابلہ نہیں کرسکتے تھے اس لئے ان کی تیزی ذہن اور قوت حافظہ کا عام طور پر اعتراف کیا جاتا تھا۔ ان کے زمانہ کے وہ علمائے کرم جن کے گرد و پیش ایک بڑی جماعت تلامذہ کی رہتی تھی۔ اور وہ فضل و کمال کے لحاظ سے خود امام فن کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کے کسی مجموعہ حدیث کو امام صاحب صحیح تسلیم کرتے تو فخریہ فرماتے۔

"ہماری ان حدیثوں کو امام محمد بن اسمٰعیل بخاری نے صحیح تسلیم کیا ہے"۔

## اخلاق و عادات اور طرز معاشرت

امام صاحب کی مقدس زندگی میں بعض ایسی شائستہ خصوصیات پائی جاتی ہیں جن سے بڑے بڑے نادر لوگوں کا اخلاقی دامن خالی ہے۔ ان کی طبیعت حد درجہ غیور، خود دار اورر بے تکلف تھی، پوری زندگی کسی امیر، خلیفہ کے دربار میں حاضری نہیں دی اور نہ ہی کسی قسم کا دنیوی فائدہ حاصل کیا پوری زندگی سادگی اور قناعت میں بسر کردی۔ ان کے والد علامہ اسمٰعیل نے کافی رقم ترکہ میں چھوڑی تھی۔ جو آپ نے راہ خدا میں خرچ کردی۔ انکساری ان میں حد درجہ تھی، رواداری بہت زیادہ تھی۔ اور بے تعصبی میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ صفائی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مجلس درس میں طلباء کی جماعت جوق در جوق ان کے درس میں شریک ہوتی تھی اور بڑے بڑے پایہ کے محدث بھی ان کے حلقہ تلامذہ میں شامل تھے۔

ان کی مجلس درس کبھی مسجد اور کبھی ان کے مکان پر منعقد ہوتی تھی۔ ان کے تلامذہ میں امام مسلم بن حجاج، امام ابوعیسیٰ ترمذی اور امام ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جیسے محدث نظر آتے ہیں' جو ارکان صحاح ستہ کے تین جلیل القدر ستون ہیں' امام ابن خزیمہ' امام محمد بن نصر مروزی اور امام صالح بن محمد جزرہ جو آگے چل کر خود بہت بڑے محدث اور مصنف ہوئے۔ امام صاحب کے عام شاگردوں میں داخل ہیں۔

صبر و قناعت کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات دو یا تین بادام پر گزارہ کرتے۔

امام شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۷۶ء) کہتے ہیں

**كَانَ قَلِيْلَ الْاَ كْلِ جِدًّا مُفْرِطًا فِي الْجُوْدِ**

بسا اوقات آپ کو دو یا تین بادام پر ایک دن گزارنا پڑا

## امام بخاری کے بارے میں شیوخ و معاصرین کا اعتراف

امام بخاری کے فضل و علم' جلالت قدر' ذہانت و فطانت' حفظ و ضبط' زہد تقویٰ و طہارت' اور تبحر علمی کا اعتراف نہ صرف ان کے معاصرین اور متاخرین نے کیا ہے بلکہ آپ کے اساتذہ و شیوخ نے بھی آپ کے علم و فضل اور تبحر علمی کا اعتراف کیا ہے۔

امام صاحب کی مدح میں علماء کرام کے اتنے اقوال ہیں کہ بقول حافظ ابن حجر عسقلانی

**فَذٰلِكَ بَحْرٌ لَا سَاحِلَ لَهٗ**

سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

استاد کی جو رائے تلمیذ کے بارے میں معتبر اور صحیح ہوتی ہے۔ وہ کسی دوسرے کی نہیں ہوسکتی۔ استاد اپنے تلمیذ کی ہر حرکت و عادت سے واقف ہوتا ہے اور تلمیذ کے ذوق و شوق اور تعلیم میں توجہ و انہماک وغیرہ سے بھی واقف ہوتا ہے اس لئے استاد کی رائے دوسروں آدمیوں کے مقابلہ میں زیادہ وزنی ہوتی ہے۔

**شیوخ کا اعتراف :** امام قتیبہ بن سعید ثقفی جو امام بخاری کے علاوہ امام مسلم' ابو داؤد' ترمذی اور نسائی کے بھی استاد ہیں۔ فرماتے ہیں

میں فقہاء' محدثین' زہاد' عباد کی خدمتوں میں راتوں رہا

اور ایک زمانہ تک ان کی خوشہ چینی کی لیکن جب سے میں نے ہوش سنبھالا' محمد بن اسمٰعیل (امام بخاری) جیسا جامع کمالات نہیں دیکھا۔

امام احمد بن حنبل جو ایک مذہب کے رکن مانے جاتے ہیں فرماتے ہیں۔

خراسان کی زمین نے امام بخاری جیسا کسی کو پیدا نہیں کیا

امام محمد بن بشار (م ۲۴۸ھ) فرماتے ہیں

**اَنَا اَفْتَخِرُ بِهٖ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيِّ مُنْذُ سِنِيْنَ**

میں امام بخاری کی وجہ سے برسوں فخر کرتا ہوں



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام احمد بن اسحاق (م ۲۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ

جو شخص چاہے کہ سچے اور واقعی فقیہ کو دیکھے تو وہ محمد بن اسمٰعیل بخاری کو دیکھے

امام عبداللہ بن محمد مسندی (م ۲۲۹ھ) فرماتے ہیں کہ

امام بخاری امام ہیں' جو ان کو امام تسلیم نہ کرے اسے متہم سمجھو اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں تین امام ہیں۔ ان میں اول امام بخاری ہیں۔

**معاصرین کی آراء :** معاصرین کی آرا بھی بہت وزن رکھتی ہیں' امام صاحب کے بارے میں آپ کے معاصرین نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ آپ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابو حاتم رازی (م ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں کہ

خراسان میں امام بخاری جیسا کوئی احفظ نہیں ہوا۔ اور نہ خراسان سے عراق کی طرف امام بخاری جیسا کوئی ذی علم آیا۔

امام عبداللہ بن عبدالرحمان دارمی فرماتے ہیں کہ میں حرمین' حجاز' شام' عراق سب جگہ پھرا' اور علماء سے ملاقات کی' لیکن امام بخاری جیسا جامع کسی کو نہیں پایا۔ امام بخاری ہم سے کہیں بڑھ کر عالم اور طالب حدیث تھے۔

امام صالح بن جزرہ (م ۲۹۳ھ) فرماتے ہیں

**مَارَأَيْتُ خُرَاسَانِيًّا أَفْهَمَ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمٰعِيلَ الْبُخَارِيِّ وَأَحْفَظَ لِلْحَدِيثِ** ( ۹۲ )

میں نے خراسان میں امام محمد بن اسمٰعیل بخاری جیسا حافظ حدیث نہیں دیکھا

**متاخرین کی آراء :** علماء متاخرین نے بھی امام بخاری کے فضل و علم' جلالت شان اور تبحر علمی کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

**وَلَوْ فَتَحْتُ بَابَ ثَنَائِهِ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِ مِمَّنْ تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِهِ لَفَنِيَ الْقِرْطَاسُ وَنَفِدَتِ الْأَنْفَاسُ فَذَاكَ بَحْرٌ لَا سَاحِلَ لَهُ**

یعنی امام بخاری کی مدح میں اگر متاخرین کے اقوال نقل کرنے شروع کروں' تو کاغذ ختم ہو جائے اور عمر صرف ہو جائے متاخرین کی مدح سرائی بحر بے پایاں ہے۔

علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی فرماتے ہیں

امام بخاری حدیثوں کے پرکھنے والے اہل بصیرت و اہل شہرت ہیں۔ امام ہیں اہل اسلام کے لئے حجت ہیں۔ علمائے ثقات نے ان کی فضیلت کا اعتراف کیا ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علامہ ابن عابدین شامی صاحب المختار شارح در المختار امام صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں

یعنی امام بخاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں۔ کہ حضرت کی امت میں ایسا بے نظیر محض پایا گیا ہے بے مثل ہے جس کا وجود ایک نعمت کبریٰ ہے جو امیر المومنین فی الحدیث ہیں سلطان المومنین ہیں۔ امام ہیں، مجتہد ہیں۔ ناقد و بصیر ہیں اور ان کی جلالت تدابیر، حفظ پر، اتقان پر تمام دنیا کے ثقہ لوگوں نے اتفاق کیا ہے۔

**امام بخاری مستشرقین کی نظر میں:** امام محمد بن اسمٰعیل بخاری کی جلالت قدر، حفظ و ضبط اور تبحر علمی کا اعتراف مستشرقین نے بھی کیا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مصنفین لکھتے ہیں کہ جب امام بخاری اپنے خاندان کے ساتھ حج کو گئے تو بخاری سے مکہ تک راستہ میں حدیثوں کی سماعت کرتے گئے۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ اپنے فن کے مستند امام ہوگئے۔ ان کا حافظہ اور استحضار اس غضب کا تھا کہ ان کے معاصرین کو ایک کرامت نظر آتا تھا۔

**امام بخاری پر دور ابتلاء و آزمائش:** ۲۵۰ھ میں امام محمد بن اسمٰعیل بخاری نیشاپور تشریف لے گئے نیشاپور خراسان کا مشہور شہر تھا۔ جس کے بارے میں علامہ سبکی فرماتے ہیں۔

قَدْ كَانَتْ نَيْسَابُوْرُ مِنْ اَجَلِّ الْبِلَادِ وَ اَعْظَمِهَا لَمْ يَكُنْ بَعْدَ بَغْدَادَ مِثْلُهَا

نیشاپور اس قدر بڑے اور عظیم الشان شہروں میں سے تھا کہ بغداد کے بعد اس کی نظیر نہ تھی۔

نیشاپور اس زمانے میں علم حدیث کا مرکز تھا۔ امام محمد بن یحیٰ ذہلی استاد امام مسلم بن الحجاج صاحب صحیح المسلم کا مولد و مسکن یہی نیشاپور تھا اور ان کے علم و فضل نے نیشاپور کو دور دور تک مشہور کردیا تھا۔ ایسی حالت میں امام بخاری کا نیشاپور جانا اور بڑے بڑے علمائے کرام اور محدثین عظام کی موجودگی میں اپنے فضل و کمال کا سکہ بٹھانا ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام بخاری جب نیشا پور پہنچے تو آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ اور اس کے بعد امام صاحب نے نیشا پور میں حدیث کی مجلس درس قائم کی اور علمائے کرام اور طالبان حدیث جوق در جوق آپ کی مجلس درس میں حاضر ہوتے۔ اور آپ کی معلومات حدیث سے مستفیض ہوتے۔ امام مسلم جو آپ کے تلمیذ رشید تھے۔ آپ کی جامعیت اور تبحر علمی سے اس قدر متاثر تھے۔ ایک دن فرمایا!

أَشْهَدُ أَنَّهُ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا مِثْلُكَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جیسا آدمی دنیا میں پیدا نہیں ہوا

امام محمد بن یحیٰ ذہلی (م ۲۵۸ھ) جو نیشا پور کے بلند پایہ محدث تھے اور امام مسلم (۲۶۱ھ) کے استاد تھے انہوں نے اپنے تلامذہ کو حکم دیا تھا کہ امام صاحب کی مجلس میں حاضر ہوا کریں اور ان کے علم و فضل سے مستفید ہوا کریں۔ لیکن ان سے کسی قسم کی اختلافی مسئلہ پر گفتگو نہ کی جائے جس کی بدولت مجھ میں اور امام احمد بن اسمٰعیل بخاری میں رنجش ہو جائے۔ اور غیر اقوام کو اہل سنت کے اختلاف پر ہنسی اڑانے کا موقع ہاتھ آ جائے

دوسرے دن امام محمد بن یحیٰ ذہلی اپنی جماعت کے ساتھ امام صاحب کی مجلس درس میں پہنچے۔ اتفاق سے وہی صورت پیش آ گئی جس کا انہیں خوف تھا کہ ایک شخص نے امام صاحب سے سوال کیا یا ابا عبداللہ! قرآن کے جو الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں کیا وہ مخلوق نہیں۔ سوال کے اصلی الفاظ یہ تھے

"لَفْظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ أَمْ لَا"

امام بخاری خاموش رہے۔ اس نے دوبارہ سوال کیا۔ تو امام صاحب نے فرمایا کہ

اَلْقُرْآنُ كَلَامُ اللهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَلَفْظِي بِالْقُرْآنِ أَفْعَالُنَا وَأَفْعَالُنَا مِنْ أَعْمَالِنَا وَأَعْمَالُنَا مَخْلُوقَةٌ

قرآن کلام الٰہی اور غیر مخلوق ہے اور جو الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں وہ ہمارے الفاظ ہیں اور ہمارے الفاظ ہماری زبان کی ایک حرکت ہے اس لئے ہمارا ایک فعل ہے اور افعال مخلوق ہیں۔

امام بخاری نے ان مختصر لفظوں میں درحقیقت اس بحث کا فیصلہ کر دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اگر قرآن کا مفہوم نفس کلام ہے۔ تو کلام اللہ خدا کی ایک صفت ہے اور خدا کی صفت کیونکر کلام ہو سکتی ہے اگر وہ الفاظ مراد ہیں۔ جو ہماری حادث زبانوں سے نکلتے ہیں۔ تو چونکہ وہ مخلوق کا ایک فعل ہے لہٰذا ان کے مخلوق ہونے میں کلام نہیں۔

لیکن اس دقیق جواب کو عوام نہ سمجھ سکے۔ اس لئے اس واقعہ کو اس قدر بڑھایا



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور شہرت دی۔ کہ امام صاحب کی ہردلعزیزی میں فرق آگیا۔ لیکن جو لوگ باریک بین اور نکتہ رس تھے۔ وہ اس کی جواب کی تہ تک پہنچ گئے۔ اور پہلے سے زیادہ وقعت دینے لگے۔ انہی لوگوں میں امام مسلم بھی تھے انھیں جب معلوم ہوا کہ امام ذہلی بھی امام بخاری کے مخالفین کے ساتھ اور اس کے ساتھ امام ذہلی "لَفظِی بِالقرآنِ مَخلوق" کے قائل ہیں تو امام مسلم سخت بر آشفتہ ہوئے اور تمام نوشتے اونٹوں پر لاد کر واپس کردئے۔ جن میں امام ذہلی کی تقریریں قلمبند تھیں۔

امام بخاری سے لوگوں نے عرض کیا، کہ آپ اپنے قول سے رجوع کرلیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ ایسا بغیر دلیل کے نہیں ہوسکتا۔ تو لوگ امام صاحب کے اس جواب سے واپس چلے گئے۔

**امام بخاری کا مسلک:** امام بخاری کے مسلک کے بارے میں علمائے کرام میں اختلاف ہے۔ کبار محدثین کے ساتھ ہمیشہ سے یہ معاملہ رہا ہے کہ مختلف مسلک والوں نے اپنے اپنے مسلک کا پیرو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے یہی معاملہ امام بخاری کے ساتھ ہوا۔

علامہ تقی الدین سبکی نے آپ کو شافعی لکھا ہے اور محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان نے بھی علامہ تقی الدین سبکی کی تائید کی ہے اور امام صاحب کو ائمہ شافعیہ میں شمار کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک امام بخاری کے مباحث فقیہ کا غالب حصہ امام شافعی کے مسلک سے ماخوذ ہے علامہ ابن القیم کی تحقیق یہ ہے کہ امام بخاری حنبلی تھے لیکن علامہ طاہر الجزاری کہتے ہیں کہ امام بخاری مجتہد مطلق تھے۔ علامہ سید انور شاہ کشمیری کہتے ہیں کہ امام بخاری مجتہد مطلق تھے۔

**اِنَّ البُخَارِی مُجتَہِدٌ لَارَیبَ فِیہِ وَمَا اشتَہَرَ اَنَّہٗ شَافِعِیٌّ فَلِمُوَافَقَتِہٖ اِیَّاہُ فِی المَسَائِلِ المَشہُورَۃِ**

آپ بلاشبہ مجتہد مطلق تھے اور آپ کے متعلق یہ مشہور نہیں کہ آپ شافعی تھے۔ اور آپ نے مسائل مشہورہ میں امام شافعی کے مسلک کی پیروی کی ہے ا۔

جمہور علماء حدیث و فقہ کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ امام بخاری مجتہد مطلق تھے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ

امام المحدثین، امام فی الفقہ تھے اور اہل اجتہاد سے تھے۔

**جلا وطنی اور انتقال:** نیشا پور سے امام محمد بن اسمٰعیل بخاری واپس اپنے وطن بخارا آگئے تو لوگوں نے آپ کے خلاف بھڑکانے کے لئے مختلف مقامات سے حاکم بخارا خالد بن احمد ذہلی کو خطوط لکھے خطوط لکھنے والوں میں محدث نیشا پور امام محمد بن یحییٰ ذہلی



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی شامل تھے۔ حاکم بخارا بھی امام صاحب سے ناراض تھا۔ تو اس نے امام صاحب کے خلاف تادیبی کاروائی کرنے کا ایک بہانہ تلاش کیا۔ اور وہ یہ کہ امام صاحب کو کہلا بھیجا کہ آپ میرے بچوں کو "الجامع الصحیح للبخاری" اور "تاریخ کبیر" میرے گھر پر آکر پڑھایا کریں۔ امام صاحب نے جواب میں فرمایا۔

اس سے علم کی توہین ہوتی ہے۔ بچے میرے درس میں آکر پڑھا کریں۔ اس کے جواب میں حاکم بخارا نے کہا میرے بچے آپ کے درس میں آسکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ اس وقت کوئی دوسرا طالب وہاں موجود نہ ہو۔ امام صاحب یہ شرط بھی منظور نہ کی۔ اس جواب سے حاکم بخارا ناراض ہوگیا۔ اور آپ کو بخارا سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ امام صاحب بخارا سے نکل کر سمرقند پہنچے اور یہاں آپ نے یکم شوال ۲۵۲ھ کو ۶۲ سال کی عمر میں انتقال کیا بخارا سے نکلتے وقت امام بخاری نے حاکم بخارا کے حق میں بددعا کی اور فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اَرِهِمْ مَا قَصَدُوْنِيْ بِهٖ فِيْ اَنْفُسِهِمْ وَاَوْلَادِهِمْ

اے اللہ جس بات کا مجھ پر ان لوگوں نے ارادہ کیا تو وہی بات ان کو انہیں کی ذات اور اولاد میں دکھا۔

چند روز بعد اس دعا کا یہ اثر مرتب ہوا۔ کہ خالد بن یحیٰی ذہلی حاکم بخارا کے بارے میں طاہر معدویں کی طرف سے (جو اس وقت خراسان پر حکمران تھے) یہ حکم پہنچا کہ خالد بن یحیٰی کو گدھے پر بٹھا کر تشہیر کی جائے اور بعد تشہیر قید کیا جائے۔ انجام یہ ہوا کہ قید خانہ ہی میں اس کی وفات ہوئی۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

## امام بخاری کے دو شعر

امام محمد بن اسمٰعیل بخاری شاعر نہ تھے لیکن کبھی کبھی منظوم کلام سے دلچسپی لے لیا کرتے تھے اور ان کی زبان سے نصیحت آمیز اشعار موزوں ہوجاتے تھے۔ جس کو شاعری نہیں کہتے اور نہ اس پر (فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ) صادق آتا ہے۔ امام ابو عبداللہ حاکم سے مروی ہے کہ میں نے امام بخاری کے درج ذیل دو شعر بخط مستملی لکھے ہوئے دیکھے

---



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ